اصول فقہ

تعریفات
اصول الشاشی

علامہ محمد منصور ماتُریدی
صراط الجنان اکیڈمی
صراط انٹرنیشنل پاکستان

Allama Muhammad Mansoor Maturidi, Sirat ul Jinan Academy,
Jamia Sirat ul Jinan, Pakistan. +92 3166 010 911

www.SiratAcademy.com.pk

اصولِ فقہ کے

4 مصادر، ماخذ یا اَدِلّہ

قیاس	اجماع	سنت	قرآن

قرآن پاک کے الفاظ کی

20 اقسام اور

4 تقسیمات

پہلی تقسیم:

کسی لفظ کا کسی معنی کے لئے وضع ہونا

(1) خاص (2) عام (3) مشترک (4) مؤوّل

1) خاص

(1) خاص: وہ لفظ ہے جو کسی معنی معلوم یا مسمّٰی معلوم کے لئے انفرادی طور پر وضع کیا گیا ہو،

خاص کی چار صورتیں ہیں: یا تو اس سے مراد ایک فرد ہوتا ہے یا ایک عدد یا ایک نوع یا ایک جنس۔

(1) خاص			
خاص الفرد	خاص العدد	خاص النوع	خاص الجنس
اِسۡحٰقَ، یَعۡقُوۡبَ، مُوۡسٰی	ثَلٰثَةِ، اَرۡبَعَةً، سِتَّةِ	رَجُلٌ، اِمۡرَاَةٌ	اَلۡاِنۡسَانَ، اَلۡحَیَوَان
وَوَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ ؕ کُلًّا هَدَیۡنَا ۚ وَنُوۡحًا هَدَیۡنَا مِنۡ قَبۡلُ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَیۡمٰنَ وَاَیُّوۡبَ وَیُوۡسُفَ وَمُوۡسٰی وَهٰرُوۡنَ ؕ وَکَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۙ ﴿84﴾ انعام	فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ فِی الۡحَجِّ وَسَبۡعَةٍ اِذَا رَجَعۡتُمۡ۔ 196، البقرۃ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّةِ اَیَّامٍ۔ 3، یونس قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَةً مِّنَ الطَّیۡرِ۔ 260، البقرۃ	وَاِنۡ کَانَ رَجُلٌ یُّوۡرَثُ کَلٰلَةً اَوِ امۡرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوۡ اُخۡتٌ فَلِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ ﴿12﴾ النساء	خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ کَالۡفَخَّارِ۔ 14، الرحمن اِنَّ الۡاِنۡسَانَ خُلِقَ هَلُوۡعًا۔ 19، المعارج

2) عام

(2) عام: وہ لفظ ہے جو افراد کی ایک جماعت (یعنی کئی افراد) کے لئے وضع کیا گیا ہو،

عام کی دو صورتیں ہیں: لفظی اور معنوی

عام معنوی	عام لفظی
مَنْ، مَآ	اَلْمُشْرِكِيْنَ اَلْكٰفِرِيْنَ اَلْمُؤْمِنِيْنَ
خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ۔63، البقرۃ مضبوطی سے تھام لو جو کچھ ہم نے تمہیں عطا کیا مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔245، البقرۃ ہے کوئی ایسا جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے	وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا۔221، البقرۃ اور (مسلمان) عورتوں کو مشرک مردوں کے نکاح میں اس وقت تک نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ 27، آلِ عمران نہ بنائیں مؤمن کافروں کو اپنا دوست، مؤمنین کو چھوڑ کر۔

عام کی دو قسمیں ہیں: عامِ مخصوص اور عامِ غیر مخصوص

(2)عام	
عامِ غیر مخصوص	عامِ مخصوص
جب عام کے حکم میں سے کسی کو مخصوص نہ کیا جائے	جب عام کے حکم میں سے بعض افراد کو مخصوص کر دیا جائے اور اس عمل کو تخصیص کرنا کہتے ہیں
فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔2، المزمل تو قراءت کر لیا کرو جو تمہیں آسان لگے قرآن میں سے	وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ۔12، النساء اور تمہیں اپنی بیویوں کے ترکے میں سے نصف حصہ ملے گا اگر ان کی کوئی اولاد نہ ہو فَقَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ وَلَا تَقْتُلُوْا الْاَطْفَالَ وَالشُّيُوْخَ وَلَا نِسَآءَ، حدیثِ ابوبکر صدیق تو جو کوئی اللہ کا انکار کرے اُس کے ساتھ قتال کرنا لیکن بچوں، بوڑھوں، عورتوں کو قتل نہ کرنا

3) مشترک

(1) مشترک: وہ لفظ ہے جو دو یا دو سے زائد مختلف معانی کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ اور تمام معانی مستعمل ہوں

مثلاً: لفظ (عَيْن) جس کے معانی ہیں: پانی کا چشمہ یا آنکھ

عَيۡنًا يَّشۡرَبُ بِهَا عِبَادُ اللهِ، 4۔ الدھر	ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے خاص بندے پیا کریں گے
أَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَهُ عَيۡنَيۡنِ، 7۔ البلد	کیا ہم نے انسان کی دو آنکھیں نہیں بنائیں
ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِ۔ التکاثر	پھر تم اسے ضرور یقین کی آنکھ سے دیکھ لوگے

3) مؤول

(1) مؤول: جب کسی موقع پر غالب رائے سے مشترک کے کسی ایک معنی کو ترجیح دے کر اختیار کر لیا جائے تو اسے مؤول کہتے ہیں۔ اور اس عمل کو تأویل کرنا کہتے ہیں

مثلاً: اسم (قُرُوۡٓءٍ) جس کے معانی ہیں: حیض اور طُہر، لیکن احناف نے حیض مراد لیا ہے

وَالۡمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوۡٓءٍ، 228۔ البقرۃ	اور طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں

مثلاً: حرفِ جر (باء) جس کے دس معانی ہیں: جن میں سے ایک بعضیت ہے اور ایک زیادۃ، لیکن احناف نے بعضیت مراد لی ہے

وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِكُمۡ، 6۔ المائدہ	اور اپنے سر کے بعض حصہ کا مسح کرو

مثلاً: فعل (تَنۡكِحَ) جس کے دو معانی ہیں: عقدِ نکاح (ایجاب و قبول و قرارِ حق مہر) اور وطی (یعنی جماع)، لیکن اس آیت میں وطی مراد ہے، کیونکہ فقط ایجاب و قبول سے حلالہ نہیں ہو گا جب تک دوسرے شوہر سے وطی نہ کر لے۔

فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ، 230۔ البقرۃ	پھر اگر اس نے تیسری مرتبہ طلاق دے دی تو اس کے بعد وہ اس کے لئے حلال نہ ہو گی یہاں تک کہ وہ دوسرے شوہر کے ساتھ وطی کر لے

دوسری تقسیم:

مُتَقَابِلَات: الفاظ کے معانی کے ظاہر اور پوشیدہ ہونے کے اعتبار سے

مُتَقَابِلَات			
	ظہور کے اعتبار سے	خِفَاء کے اعتبار سے	
1	ظاہر	خفی	5
2	نص	مشکل	6
3	مفسر	مجمل	7
4	محکم	متشابہ	8

ظہور کے اعتبار سے

1)ظاہر

(1)ظاہر: ہر وہ لفظ (کلام) ظاہر ہے جس کی مراد سامع کو سنتے ہی بغیر غور و فکر کے معلوم ہو جائے

مثلاً: سورۃ البقرۃ کی آیت 275 سے ظاہر ہے کہ بیع حلال ہے اور رباء حرام ہے

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الۡبَيۡعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ، 275-البقرۃ	اور اللہ نے خرید و فروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا

2)نص

(1)نص: کلام کے مقصود کو نص کہتے ہیں یعنی جس مقصد کے لئے کلام لایا گیا وہ مقصد وہ وجہ، نص کہلاتی ہے

مثلاً: سورۃ البقرۃ کی آیت 275 کو یہ بتانے کے لئے لایا گیا ہے کہ بیع اور رباء دو بالکل الگ الگ چیزیں ہیں، لہذا بیع اور رباء میں فرق بتانے کے لئے یہ آیت نص ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَيۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الۡبَيۡعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ 275-البقرة	یہ سزا اس وجہ سے ہے کہ کافروں نے کہا: خرید و فروخت بھی تو سود ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ نے خرید و فروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا

ظاہر اور نص کی دوسری مثال: سورۃ النساء، آیت: 3

وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِى الۡيَتٰمٰى

اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے

فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَـكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ

تو اُن عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہیں

مَثۡنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ

دو دو سے یا تین تین سے یا چار چار سے،

فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً ۔۔

پھر اگر تمہیں اس بات کا ڈر ہو کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے تو صرف ایک سے نکاح کرو۔

ظاہر	نص
کلام کی ظاہری مراد شادی کی اجازت اور اِباحت ہے یعنی کلام سے صاف ظاہر ہے کہ مرد کو ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت ہے	نص تعداد مقرر کرنے کے لئے آئی ہے یعنی نص یہ ہے کہ آدمی ایک وقت میں چار شادیاں کر سکتا ہے بس۔

3) مفسر

(1) مفسر: وہ کلام ہے جس کی مراد، متکلم کے بیان کر دینے کی وجہ سے، اس قدر ظاہر ہو چکی ہو کہ کسی طرح کا کوئی شبہ نہ پایا جاتا ہو، نہ تو اس میں تخصیص کا احتمال رہے اور نہ تاویل کا احتمال رہے۔

مثلاً: سورۃ الحِجر کی آیت 30

فَسَجَدَ الۡمَلٰۤـئِكَةُ كُلُّهُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ ۙ 30- الحِجر	تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب نے ایک ساتھ سجدہ کر لیا

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ میں تخصیص کا احتمال تھا کہ کیا ملائکہ سے مراد فرشتوں کی کوئی خاص جماعت تھی؟

كُلُّهُمْ نے اس احتمال کو ختم کر دیا

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ میں تاویل کا احتمال تھا کہ تمام فرشتوں نے انفرادی طور پر سجدے کئے تھے یا اجتماعی؟

اَجْمَعُوْنَ نے یہ احتمال بھی ختم کر دیا

نوٹ: مفسر بیشک بہت واضح ہوتا ہے لیکن اس میں نسخ و تبدیلی کا احتمال باقی رہتا ہے

4) محکم

(1) محکم: وہ کلام ہے جس کی مراد، قوت کے اعتبار سے، اس قدر ظاہر ہوتی ہے کہ

- نہ تو اس میں تخصیص کا احتمال ہوتا ہے
- اور نہ تاویل کا،
- نہ نسخ کا
- نہ تبدیلی کا۔

مثلاً: سورۃ النساء کی آیت 40

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ۔	اللہ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔

مثلاً: سورۃ البقرۃ کی آیت 231

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔	اور جان رکھو کہ اللہ ہر ایک چیز جانتا ہے۔

5) خَفِی

(1) خفی: وہ کلام ہے جس کی مراد کسی عارضہ کی وجہ سے خفی ہو گئی ہو، یعنی صرف لفظ سے ظاہر نہ ہو بلکہ طلب کرنے سے حاصل ہو

مثلاً: سورۃ المائدہ کی آیت 38

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا	اور چور مرد ہو یا چورنی عورت تو ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔

اس آیت میں اَلسَّارِقُ صیغہ واحد مذکر اور السَّارِقَةُ صیغہ واحد مؤنث کے معانی بالکل ظاہر ہیں یعنی چور مرد اور چورنی عورت، اسی طرح فَاقْطَعُوْٓا کا معنی کاٹ دو اور اَيْدِيَهُمَا کا معنی ہاتھ بھی ظاہر ہے، لیکن کچھ عوارض ایسے ہیں جن کی وجہ سے اس آیت کی مراد تب تک خفی ہے جب تک عوارض کے جوابات طلب کر کے خفاء کو دور نہ کر دیا جائے، مثلاً:

کتنے مال کی چوری وہ چوری ہے جس پر ہاتھ کاٹا جائے؟

اگر مال خفیہ طور پر نہیں بلکہ اعلانیہ لیا گیا ہو تو کیا ہاتھ کاٹا جائے گا؟

اگر مال کی حفاظت نہ کی گئی ہو بلکہ غیر محفوظ ہو مثلاً کفن کی چوری، تو کیا ہاتھ کاٹا جائے گا؟

اگر مال محترم نہ ہو مثلاً شراب کی چوری، تو کیا ہاتھ کاٹا جائے گا؟

چور کا ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے گا، کلائی سے، کہنی سے یا کندھے سے؟

لہٰذا یہ کلام وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا مجموعی طور پر خفی تھا، پھر جب سنت سے جوابات مل گئے تو ہاتھ کاٹنے کی سزا نافذ کر دی گئی۔

6) مشکل

(1) مشکل: وہ کلام ہے جس کی مراد لفظ میں پوشیدہ ہو، اور وہ لفظ اپنے ہم شکل الفاظ سے اس طرح مماثلت رکھتا ہو کہ پہچاننا مشکل ہو جائے، لہذا سب سے پہلے لفظ کا مرادی معنی تلاش کیا جائے گا پھر طلب کی جائے گی پھر غور و فکر کی جائے گی تب کلام کی مراد ظاہر ہو گی

مثلاً: سورۃ المائدہ کی آیت 38

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ	تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں پس تم اپنی کھیتیوں میں جیسے چاہو آؤ

اس آیت کی مراد أَنّٰى میں پوشیدہ ہے، جو اپنے ہم شکل الفاظ میں داخل ہے یعنی أَيْنَ (کہاں سے، جہاں سے)، أَيَّانَ (کب)، اور كَيْفَ (کیسے، جیسے)۔

اب مشکل یہ ہے کہ دُبُر میں وطی کرنا تو حرام ہے، لہذا سب سے پہلے أَنّٰى کا مرادی معنی کیف تلاش کیا، پھر وطی فی الدُّبُر کا حکم طلب کیا پھر غور و فکر کے مرحلے کے بعد ظاہر ہوا کہ جس انداز سے چاہو جماع کرو، لیکن جماع کا مقام صرف فَرَج ہے اور آیت کے لفظ حَرْثٌ سے مراد فَرَج ہی ہے ورنہ دُبُر تو فَرْثٌ (گندگی کا مقامِ خُروج) ہے

7) مجمل

(1) مجمل: وہ کلام ہے جو کئی معانی کا احتمال رکھتا ہو اور اس کی مراد متکلم کے بیان کر دینے پر موقوف ہو، مجمل میں خفاء مشکل سے بھی زیادہ ہوتا ہے کیونکہ مشکل کی مراد طلب اور غور و فکر سے معلوم ہو جاتی ہے لیکن مجمل کی مراد طلب اور غور و فکر سے بھی معلوم نہیں ہوتی بلکہ متکلم کے بیان کرنے سے ہی معلوم ہوتی ہے

مثلاً: سورۃ البقرۃ کی آیت 43

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ۔	اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

اس آیت میں الصَّلٰوةَ مجمل ہے، معنی ہے دعا مانگنا، پکارنا یا نماز پڑھنا۔ اس کی مراد طلب اور غور و فکر سے بھی معلوم نہیں ہوئی بلکہ متکلم حضرت محمد ﷺ کے بیان کرنے سے معلوم ہوئی ہے:

آپ ﷺ نے نماز کی فرضیت، طریقہ، اوقات، شرائط، فرائض، واجبات سب کچھ اتنا قطعی طور پر بیان فرمادیا کہ کوئی اجمال کوئی شبہ نہ رہا۔

مثلاً: سورۃ البقرۃ کی آیت 43

وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ۔	اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو۔

اس آیت میں الزَّکٰوۃَ مجمل ہے، لغوی معنی ہے پاک کرنا۔ اس کی مراد طلب اور غور و فکر سے بھی معلوم نہیں ہوئی بلکہ متکلم حضرت محمد ﷺ کے بیان کرنے سے معلوم ہوئی ہے
آپ ﷺ نے زکوۃ کا نصاب، زکوۃ کے مصارف اور مسائل سب کچھ اتنا قطعی طور پر بیان فرمادیا کہ کوئی اجمال کوئی شبہ نہ رہا۔

مثلاً: سورۃ المائدہ کی آیت 6

وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِکُمۡ	اور اپنے سر کے بعض حصہ کا مسح کرو

اس آیت کے لفظ بِرُءُوۡسِکُمۡ سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ وضو میں سر کے بعض حصے کا مسح کرنا فرض ہے لیکن یہ بات مجمل ہے کہ بعض حصے سے کتنی مقدار مراد ہے
پھر حدیث میں بیان آگیا کہ حضرت مُغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو میں اپنے سرِ مبارک کے اگلے چوتھائی حصے کا مسح کیا۔
لہذا احناف کے نزدیک چوتھائی سے کم مسح کرنے سے فرض ادا نہیں ہو گا
اس بیان کے بغیر اجمال دور کرنا ممکن نہیں تھا۔

8) متشابہ

(1) متشابہ: وہ کلام ہے جس میں آخری درجے کا خفاء ہوتا ہے، متشابہ کی مراد نہ تو طلب سے معلوم ہو سکتی ہے نہ غور و فکر سے۔ رہی بات بیان کی، تو متکلم کی طرف سے بیان آنے کی کوئی راہ کوئی امید بھی نہیں ہوتی، لہذا امت مسلمہ سے اس کی مراد طلب کرنے کا حکم بھی ساقط ہو جاتا ہے
متشابہ کی دو قسمیں ہیں:

وہ جس کا نہ لغوی معنی معلوم ہو نہ مرادی معنی	وہ جس کا لغوی معنی معلوم ہو لیکن مرادی معنی معلوم نہ ہو
جیسے حروفِ مقطّعات الٓمّٓ، الٓمّٓرٰ ، الٓمّٓصٓ، کٓھٰیٰعٓصٓ ، حٰمٓ عٓسٓقٓ	جیسے وَجۡہُ اللہِ یَدُاللہِ
قرآن مجید کے ۲۹ سوروں کے شروع میں حروف مقطّعات آئے ہیں، اور جیسا کہ ان کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ الگ الگ حروف ہیں اور ایک دوسرے سے جدا دکھائی دیتے ہیں، جس سے کسی لفظ کا مفہوم نہیں نکلتا۔	ید اور وجہ کے لغوی معانی تو معلوم ہیں: ہاتھ اور چہرہ لیکن ان الفاظ سے اللہ تعالی کی کیا مراد ہے یہ صرف اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں ہم کو ان کا علم نہیں ہے

تیسری تقسیم:

لفظ کا اپنے معنٰی موضوع لہٗ میں استعمال یا دوسرے معنی میں

(1) حقیقت (2) مجاز (3) صریح (4) کنایہ

1) حقیقت

جب کسی لفظ کو اسی چیز پر بولا جائے جس کے لئے اسے لغت میں وضع کیا گیا تو یہ حقیقت ہے، جیسے اَسَد لغت میں شیر کے لئے وضع کیا گیا ہے تو شیر کو اسد کہنا حقیقت ہے لیکن اگر کسی شیر دل انسان کو اسد کہا جائے تو یہ مجاز ہے

مثلاً:

اِنَّ اللہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تَذۡبَحُوۡا بَقَرَۃً، البقرۃ،67	بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو
أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ، الغاشية،67	تو کیا وہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کیا خوب تخلیق کیا گیا
فِیۡہِمَا فَاکِہَۃٌ وَّ نَخۡلٌ وَّ رُمَّانٌ الرحمن،68	ان میں میوے اور کھجور اور انار ہیں

2) مجاز

جب کسی لفظ کو اس چیز کے علاوہ پر بولا جائے جس کے لئے اسے لغت میں وضع کیا گیا تھا تو یہ مجاز ہے، جیسے اَسَد لغت میں شیر کے لئے وضع کیا گیا لیکن اگر کسی شیر دل انسان کو اسد کہا جائے تو یہ مجاز ہے

مجاز کی مثال 1) مثلاً: سورۃ النساء کی آیت 43

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا ، النساء، 43	یا تم نے عورتوں کو چھوا اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو

اس آیت میں جو لفظ لٰمَسْتُمُ ہے اس کو لغت میں ہاتھ سے چھونے کے لئے وضع کیا گیا ہے، لٰمَسَ باب مفاعلہ سے ہے جس کی ایک خاصیت مشارکت ہوتی ہے۔

لیکن اس آیت میں اس کو مجازی معنی (جماع) پر بولا گیا ہے کہ اگر تم نے اپنی عورتوں سے جماع کیا ہو تو پانی نہ ملنے پر تیمم کرو

فوائد:

- اگر آیت میں اس لفظ سے مراد حقیقی معنی ہاتھ سے چھونا ہوتے تو عورت کو فقط ہاتھ چھو جانے سے غسل فرض ہو جاتا۔
- باب مفاعلہ کی خاصیت مشارکت سے حکم واضح ہوا کہ مرد و عورت دونوں پر غسل یا تیمم فرض ہو جاتا ہے

مجاز کی مثال 2) مثلاً: مسند احمد کی حدیث 5885

لَا تَبِيعُوا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ وَلَا الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ	ایک درہم کو دو درہموں کے عوض نہ بیچو اور ایک صاع کو دو صاعوں کے عوض نہ بیچو

صاع کا لفظ لغت میں پیمانے کے ایک برتن کے لئے وضع کیا گیا ہے جس میں اناج ڈال کر دیا جاتا ہے، اگر یہی معنی مراد لیا جاتا تو مسئلہ یوں ہوتا کہ ایک برتن کو دو برتنوں کے عوض نہ بیچو، جبکہ یہ تو جائز ہے

لہذا اس حدیث میں صاع سے مراد نفسِ صاع نہیں بلکہ وہ اناج ہے جو صاع کے اندر ہے، یعنی ظرف بول کر مظروف مراد لیا گیا ہے، اسی کو مجاز کہتے ہیں

3) صریح

صریح وہ لفظ ہے جس کی مراد اس طرح ظاہر ہو کہ لفظ بولتے ہی سمجھ میں آجائے،

مثلاً نکاح کے ایجاب میں عورت نے کہا: قَبِلْتُ (میں نے قبول کیا) تو قبول کا لفظ صریح ہے، نکاح منعقد ہو جائے گا

اور سودے کے وقت بائع نے اقرار کیا کہ بِعتُ (میں نے بیچ دیا) تو بِعتُ کا لفظ صریح ہے، بیع تام ہو جائے گی، سودا پکا ہو جائے گا

اور زنا کی تحقیق میں ملزم اقرار کرے کہ زَنَیتُ فُلَانَۃً (میں نے اُس عورت کے ساتھ زنا کیا تھا) تو زَنَیتُ کا لفظ صریح ہے، زنا کی حد نافذ ہو جائے گی، سزا واجب ہو جائے گی

صریح اتنا ظاہر ہوتا ہے کہ صریح لفظ بول کر کوئی کہے کہ میری یہ نیت نہیں تھی تو نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ بولے گئے لفظ پر ہی حکم لگ جائے گا۔

مثلاً: سورۃ المائدۃ کی آیت 6

فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا۔۔ کے بعد ارشاد ہوتا ہے: يُرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ۔۔	تو پاک مٹی سے تیمم کرو کے بعد ارشاد ہوتا ہے: اللہ چاہتا ہے کہ تم پاک ہو جاؤ

اس آیت میں لفظ: يُرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ تطہیر کے لئے صریح ہے اور تطہیر کا معنی ہے نجاست زائل کر کے طہارت حاصل کرنا۔ اسی لئے تیمم کرنے سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے

فائدہ: تیمم بھی پانی نہ ملنے پر طہارت کا اسی طرح فائدہ دیتا ہے جس طرح پانی سے وضو کرنا طہارت کا فائدہ دیتا ہے تو جس طرح وضو کے ساتھ طہارت کا ملہ حاصل ہوتی ہے بالکل اسی طرح تیمم کے ساتھ بھی طہارت کاملہ حاصل ہوتی ہے

4) کنایہ

کنایہ صریح کی ضد کا نام ہے، کنایہ وہ لفظ ہے جس کے مرادی معنی پوشیدہ ہوتے ہیں کیونکہ اس میں کئی معانی کا امکان موجود ہوتا ہے

جس طرح صریح لفظ کی مراد بالکل ظاہر ہوتی ہے اسی طرح کنایہ کی مراد بالکل پوشیدہ ہوتی ہے

اور مراد کے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے خفی، مشکل، مجمل، متشابہ سب کے سب کنایہ کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں

مثلاً: کوئی شخص کہے

اِنِّي جَامَعْتُ فُلَانَۃً جِمَاعًا حَرَامًا	کہ میں نے اُس عورت کے ساتھ جماع کیا اس حال میں کہ وہ جماع حرام تھا

شریعت میں حرام جماع سے مراد زنا ہے، تو کیا اس کے اقرار پر زنا کی حد جاری ہو جائے گی؟ نہیں۔ کیونکہ اس کا بیان سراسر کنایہ کے الفاظ ہیں اور اصول یہ ہے کہ کنایہ سے عقوبات قائم نہیں کی جاتی ہیں، نہ کی جا سکتی ہیں لہذا حرام جماع کا اقرار کرنے والے پر زنا کی حد جاری نہیں کی جائے گی، جب تک وہ زنا کا صریح الفاظ استعمال نہ کرے کیونکہ حرام جماع کے لفظ میں کئی معانی پوشیدہ ہیں:

- حالت حیض میں بیوی کے ساتھ جماع کیا تو یہ بھی جماع حرام ہے
- وطی بالشبہ کی تو یہ بھی جماع حرام ہے
- وطی فی الدبر کی تو یہ بھی جماع حرام ہے

چوتھی تقسیم:

لفظ کی حکم پر دلالت کی کیفیت کے اعتبار سے

مُتعَلّقَات

(1) عبارة النص (2) اشارة النص (3) دلالة النص (4) اقتضاء النص

1) عبارة النص

عبارت النص وہ حکم ہے جس کے لئے کلام کو چلایا گیا ہو، اور اُس کلام سے اُس حکم کا قصداً ارادہ کیا گیا ہو

عبارة النص کی مثال-1) سورة الحشر کی آیت 8

لِلۡفُقَرَاءِ الۡمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخۡرِجُوا مِنۡ دِيَارِهِمۡ۔	(مال غنیمت میں سے حصہ) ان فقیر مہاجرین کے لیے بھی ہے جو اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے تھے

- یہ آیت مبارکہ کس حکم کے لئے نازل کی گئی؟
- اور اس آیت سے کس حکم کا قصداً ارادہ کیا گیا؟

ان دو سوالات کا جواب عبارة النص کہلاتا ہے

اور جواب یہ ہے کہ یہ آیت مہاجرین کا مال غنیمت پر حق ثابت کرنے کے لئے لائی گئی، اور اس آیت سے اسی حکم کا ارادہ فرمایا گیا ہے۔

عبارۃ النص کی مثال-2) سورۃ البقرۃ کی آیت 233	
وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ۔	اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا رزق اور ان کے لباس (دینا) واجب ہے

عبارۃ النص یہ ہے کہ بیویوں کا نان ونفقہ شوہر پر واجب ہوتا ہے

عبارۃ النص کی مثال-3) سورۃ البقرۃ کی آیت 187	
أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ۔	حلال کر دیا گیا تمہارے لئے روزہ کی راتوں میں اپنی عورتوں سے ہمبستری کرنا۔

عبارۃ النص یہ ہے کہ رمضان کی راتوں میں ہمبستری کرنا جائز ہے کوئی ممانعت نہیں۔

2) اشارۃ النص

اشارۃ النص وہ حکم ہے جو نص کے الفاظ سے تو ثابت ہو رہا ہو لیکن کلام اِس حکم کے لئے نہیں چلایا گیا ہو، نہ ہی کلام سے اِس حکم کا قصداً ارادہ کیا گیا ہو

اشارۃ النص کی مثال-1) سورۃ الحشر کی آیت 8	
لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ۔	(مال غنیمت میں سے حصہ) ان فقیر مہاجرین کے لیے بھی ہے جو اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے تھے

عبارۃ النص تو یہ ہے کہ مہاجرین مال غنیمت کے مستحق ہیں

لیکن اشارۃ النص یہ ہے کہ مہاجرین فقراء ہیں

اشارۃ النص کی مثال-2) سورۃ البقرۃ کی آیت 233	
وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ۔	اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا رزق اور ان کے لباس (دینا) واجب ہے

عبارۃ النص تو یہ ہے کہ بیویوں کا نان ونفقہ شوہر پر واجب ہوتا ہے
لیکن اشارۃ النص یہ ہے کہ بچہ کا نسب باپ سے چلتا ہے ماں سے نہیں۔

اشارۃ النص کی مثال-3) سورۃ البقرۃ کی آیت 187	
أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ۔	حلال کر دیا گیا تمہارے لئے روزہ کی راتوں میں اپنی عورتوں سے ہمبستری کرنا۔

عبارۃ النص یہ ہے کہ رمضان کی راتوں میں ہمبستری کرنا جائز ہے۔
لیکن اشارۃ النص یہ ہے کہ جنابت روزے کے منافی نہیں، یعنی حالت جنابت میں صبح ہو سکتی ہے اور روزہ شروع ہو جاتا ہے

3) دلالۃ النص

دلالۃ النص سے مراد وہ حکم ہے جو نص میں تو مذکور نہ ہو لیکن علت، مشترکہ ہونے کی وجہ سے لغوی طور پر سمجھ میں آجائے

دلالۃ النص کی مثال-1) سورۃ الاسراء کی آیت 23	
وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا۔	اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اف نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا

عبارۃ النص تو یہ ہے کہ والدین کو اُف کہنا حرام ہے
علت اس میں ہے والدین کی اذیت۔
لہذا دلالۃ النص یہ ہے کہ والدین کو مارنا بھی حرام ہے

دلالۃ النص کی مثال-2) سورۃ النساء کی آیت 10	
إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا۔	وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب بھڑکتے آتش کدے میں جائیں گے

عبارۃ النص تو یہ ہے کہ یتیموں کا مال ظلماً کھانا حرام ہے

علت اس میں ہے یتیم مجبوروں پر ظلم۔

لہذا دلالۃ النص یہ ہے کہ یتیموں کا مال ظلماً کھانا، پینا، جلانا، برباد کرنا، بیچ دینا سب حرام ہے

4) اقتضاء النص

اقتضاء النص سے مراد عبارت کے اندر وہ محذوف لفظ ہوتا ہے جس پر عبارۃ النص کے درست ہونے کا دارومدار ہو۔

ایسی صورت میں عبارۃ النص، اقتضاء النص کا تقاضا کرتی ہے تاکہ خود عبارۃ النص کا حکم ثابت ہو سکے

اقتضاء النص کی مثال-1) سورۃ المائدۃ کی آیت 3	
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ۔	حرام کر دیا گیا تم پر مُردہ اور خون اور خنزیر کا گوشت

یہاں عبارۃ النص لفظ اَكْلٌ کا تقاضا کر رہی ہے، لہذا التقدیری عبارت یوں ہو گی: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اَكْلَ الْمَيْتَةِ

تب عبارۃ النص کا حکم ثابت ہو گا کہ ان چیزوں کا کھانا حرام ہے، چھونا یا دیکھنا حرام نہیں ہے

اقتضاء النص کی مثال-2) سورۃ النساء کی آیت 23	
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ۔۔۔	حرام کر دی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں۔۔۔

اس آیت میں اقتضاء النص نکاح ہے، یعنی عبارۃ النص کا اپنا معنی درست طور پر سمجھنے کے لئے لفظِ نکاح کو محذوف ماننا پڑے گا

اور مفہوم اس طرح درست ہو گا کہ:

حرام کر دیا گیا تم پر اپنی ماؤں سے نکاح کرنا اور اپنی بیٹیوں سے نکاح کرنا اور اپنی بہنوں سے نکاح کرنا۔۔۔